ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۹ر صفر المظفر ۱۴۰۳ھ
۲۶ر نومبر ۱۹۸۲ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور
ہدیہ
دو روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ ــــــ حضرت لاہوریؒ

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ یُرْفَعَ الْعِلْمُ وَ یَکْثُرَ الْجَھْلُ وَ یَکْثُرَ الزِّنَا وَ یَکْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَ یَقِلَّ الرِّجَالُ وَ یَکْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰی یَکُوْنَ لِخَمْسِیْنَ اِمْرَأَۃً اَلْقَیِّمُ الْوَاحِدُ۔ (متفق علیہ)

انسؓ سے روایت ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت عام ہو جائے گی اور زنا بہت زیادہ ہوگا اور شراب بہت پی جائے گی۔ مرد تھوڑے ہوں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک سرپرست ہوگا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ کَذَّابِیْنَ فَاحْذَرُوْھُمْ (رواہ مسلم)

جابرؓ بن سمرۃ سے روایت ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے قیامت سے پہلے کئی اعلیٰ درجہ کے جھوٹے ہوں گے ان سے بچ کر رہو۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُ اِذْ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ اِذَا ضُیِّعَتِ الْاَمَانَۃُ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ قَالَ کَیْفَ اِضَاعَتُھَا قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ (رواہ البخاری)

ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا کہ ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرما رہے تھے ناگہاں ایک اعرابی آگیا اس نے کہا قیامت کب آئے گی۔ آپؐ نے فرمایا جب امانت ضائع ہو جائیگی۔ اس وقت قیامت کا انتظار کر ــــ اس نے کہا امانت کیسے ضائع ہوگی آپؐ نے فرمایا جب (سلطنت کے) کام کو نالائق کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کر۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَکْثُرَ الْمَالُ وَ یَفِیْضَ حَتّٰی یُخْرِجَ الرَّجُلُ زَکٰوۃَ مَالِہٖ فَلَا یَجِدُ اَحَدًا یَّقْبَلُھَا مِنْہُ وَ حَتّٰی تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَّ اَنْھَارًا (متفق علیہ)

ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ مال بہت ہو جائے گا اور بہتا آئے گا۔ یہاں تک کہ آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا پھر کوئی ایسا محتاج نہیں پائے گا۔ جو اس سے زکوٰۃ لے لے ــــ اور یہاں تک کہ عرب کی زمین باغوں اور نہروں والی ہو جائے گی۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھا کریں۔ (مینجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۹ر صفر المظفر ۱۴۰۳ھ
۲۶ر نومبر ۱۹۸۲ء

جلد ۲۸
شمارہ ۲۱

فون نمبر ۶۴۹۸۴

مندرجات

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

ــــ مجلس ادارت ــــ
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

جماعتی اکابر کی خدمت میں!

کالعدم جمعیۃ علماء اسلام اس ملک کے بیدار مغز علماء کرام اور مخلص و ایثار پیشہ کارکنوں کی جماعت ہے جس کا ماضی بڑا حسین و شاندار ہے ــــ گو کہ اس کی رسمی تاسیس ۱۹۵۶ء میں حضرت امام العلماء مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کی نگرانی میں ہوئی اور وہی اس کے امیر و امام قرار پائے لیکن اصولی طور پر اس کے عمل و کردار کی داستان بڑی طویل ہے اور ہماری سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حوالے سے جس جماعت حقہ کے تا قیام قیامت دنیا میں موجود رہنے کی حضور نبی مکرم، قائدنا الاعظم محمد عربی علیہ السلام نے خبر دی اس کا وقتی اور رسمی نام جمعیۃ علماء اسلام ہے۔

برعظیم میں منصب تجدید کے فاتح حضرت الامام مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ان کے بعد حضرت الامام الشاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور مختلف تحریکات ملیہ کے اکابر و اعاظم اس کے درجہ بدرجہ قریبی دور کے اکابر و رہنما ہیں ــــ حضرت الامام لاہوری رحمہ اللہ تعالےٰ کا دورِ امارت و قیادت اس جماعت کا انتہائی سنہری دور تھا ۵۶ء کے بعد جلد ہی وہ صورت حال پیدا ہو گئی جس کے نتیجہ میں ایوب خاں کا مارشل لاء لگ گیا ــــ ہماری سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ ایوب خاں کا مارشل لاء مسلم لیگی سیاست و زعماء کی ناکامی کا ردِ عمل تھا۔ اس دور میں عائلی قوانین کی لعنت سر پر مسلط ہو گئی۔ یہ ایسی لعنت ہے جو اب تک مسلط ہے اور اب "صلاح و تقویٰ" کے تمامتر دعووں کے باوجود اس سے چھٹکارا حاصل نہیں ہو سکتا۔ حضرت لاہوریؒ، حضرت درخواستی مدظلہ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ اور مولانا مفتی محمودؒ اور دوسرے جماعتی اکابر اور ہزاروں ورکروں نے اس دورِ استبداد و آمریت میں عزم و ہمت کے وہ نقوش ثبت کئے کہ ماضی کی تاریخ حریت عش عش کر اٹھی۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالےٰ کے دور میں جماعتی کام اس تیزی اور جانفشانی سے

سے ہوا کہ تھوڑے وقت میں پورے ملک میں تنظیم قائم ہو گئی۔ آئندہ دور کے افسوسناک اختلاف کے قطع نظر جن کے تجزیہ و تحلیل کا یہ وقت نہیں، یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ یہ سب کچھ حضرت لاہوری کی توجہات باطنیہ، دعاؤں، عملی سرپرستی کے ساتھ مولانا ہزاروی، مولانا گل بادشاہ، مولانا عبدالواحد گوجرانوالہ، مولانا عبدالقادر قاسمی اور دوسرے متعدد مخلص بزرگوں، قائدین اور ورکروں کی محنت کا نتیجہ تھا ——

ایوبی مارشل لاء کے اختتام پر اسمبلی کے انتخابات میں مولانا ہزاروی کے ساتھ ساتھ مفتی محمود صاحب خلد آشیانی اسمبلی میں آئے اور گویا مدرسہ کی زندگی سے بیرونی زندگی میں مفتی صاحب کا یہ پہلا قدم تھا۔ اسمبلی میں یہ دونوں حضرات مصروف عمل رہے۔ اور خاص طور پر مولانا ہزاروی نے ون یونٹ اسمبلی میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔ اسمبلی کے ساتھ ساتھ بیرونی دنیا میں ان حضرات کی قیادت میں ورکر محنت کرتے رہے۔ اُدھر حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد حضرت حافظ الحدیث درخواستی زید مجدہم کی شکل میں جماعت کو صاحب دل اور صاحب درد امیر میسر آ گیا۔ جن کا سوز دروں جماعت کے لئے بہترین سرمایہ ثابت ہوا۔ ایوب خاں کے دور میں انڈیا کے مقابلہ میں پاکستان کو جہاں بالادستی حاصل ہوئی اور ہندوستان کا غرور ٹوٹا وہاں یہ افسوسناک صورت بھی سامنے آئی کہ شخصی آزادیاں بُری طرح متاثر ہوئیں۔ اس کا ردعمل سامنے آنا تھا سو آیا اور ہمیں فخر ہے کہ ردعمل کی اس تحریک کی آبیاری میں حضرت مولانا عبیداللہ انور کی صعوبت اور مشقت کام آئی۔ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو مولانا المحترم کے جسم پر برسنے والی لاٹھیاں —— ملت کے کام آگئیں —— اور ایوب خاں کو رخصت ہونا پڑا —— اس رخصتی کا افسوسناک پہلو یہ تھا کہ یحییٰ خاں ملک کی قسمت کے مالک بن گئے —— اور ہمارے خیال میں اس کا سبب بعض سیاستدانوں کی انتہا پسندی تھی۔ یحییٰ خاں کا دور اپنی نحوست و بدبختی کے اعتبار سے ہماری قومی تاریخ میں ہمیشہ رکھا جائے گا کہ اس دور میں ملک کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ لیکن جمعیۃ علماء اسلام کے قابل فخر قائدین مولانا ہزاروی اور مولانا مفتی محمود کا یہ کریڈٹ کوئی نہیں چھین سکتا کہ وہ ڈھاکہ کی سرزمین پر برستی گولیوں میں وحدت ملک کے لئے سرگرم عمل رہے۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت غالب تھی۔ ملک دو ٹکڑے ہو گیا —— اور مابقی پاکستان میں ایک ایسے شخص کی حکومت قائم ہو گئی جو جبر و استبداد اور ظلم و ناانصافی کی دنیا میں منفرد حیثیت کا مالک تھا۔ بحالی جمہوریت ۷۳ء کی تحریک سے لے کر تحریک نظام شریعت ۱۹۷۷ء تک ملک کی باقی جماعتوں کے ساتھ جمعیۃ کے قائدین اور کارکنوں کا تاریخ ساز کردار بھلایا نہیں جا سکتا۔ بھٹو کے دورِ استبداد میں

جمعیۃ کو ایک زبردست المیہ سے دوچار ہونا پڑا کہ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی سمیت بعض ذمہ دار حضرات اختلافات کے سبب الگ ہو گئے۔ اس اختلاف و انشقاق کے اسباب و عوامل پر فی الوقت گفتگو کا فائدہ نہیں —— کہنا یہ ہے، کہ ۱۹۷۸ء اور اس کے آخر تک جمعیۃ کے زعماء ملکی میدان میں قائدانہ رول ادا کرتے رہے —— مولانا مفتی محمود اپنے نقطہ نظر سے قومی اتحاد کو بچانے کی غرض سے حتیاء گورنمنٹ میں شریک ہوئے لیکن تھوڑا عرصہ بعد دل برداشتہ ہو کر واپس آ گئے —— اور پھر اختلافات کی خلیج حائل ہوتے ہوتے بات بہت بڑھ گئی۔ اور وہ اس کوشش میں مصروف ہو گئے کہ سیاسی جماعتوں کو پھر سے قریب لا کر جمہوریت کی بحالی کا کام کیا جا سکے —— یہ کوشش پوری طرح پروان نہ چڑھی تھی کہ مفتی محمود انتقال فرما گئے۔

ان کے بعد جماعتی صفوں

(باقی ۱۶ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : خالد سلیم

قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے سے کامیابی نصیب ہوتی ہے

شیخ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :——

انّ اللہ لا یغیّر ما بقومٍ حتّٰی یغیروا ما بانفسھم۔

(سورۃ رعد، پ ۱۳)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نگہبانی اور مہربانی سے جو ہمیشہ اس کی طرف سے ہوتی رہتی ہے کسی قوم کو محروم نہیں کرتا جب تک وہ اپنی روش اللہ کے ساتھ نہ بدلے۔ جب بدلتی ہے تو آفت آتی ہے پھر کسی کے ٹالے سے نہیں ٹلتی۔ نہ کسی کی مدد اس وقت کام آتی ہے۔

آج مسلمان دنیا میں ذلیل و خوار اور پریشان حال کیوں ہو رہے ہیں اس لیے نہیں کہ مسلمان ہیں بلکہ اس لیے کہ ہم نے قرآن کی تعلیمات کو نظرانداز کر دیا ہے اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی نہیں گذارتے۔ آج لین دین کے معاملات میں دھوکہ بازی اور تجارت و کاروبار میں سودی نظام عام ہے۔ نماز، روزہ اور ذکراللہ کا کسی کو خیال نہیں۔

صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اسلام کی عظمت کو چار چاند لگے ہوئے تھے۔ ساری دنیا پر ان کی حکومت تھی۔ کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو قرآن کی تعلیمات کے رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ سے کسی نے پوچھا کہ قرآن کیا ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ زندہ و تابندہ قرآن کو دیکھنا چاہتے ہو تو مجھے دیکھ لو، ورنہ قرآن پاک کو پڑھ کر دیکھ لو۔

اسلام صحابہ کرامؓ کے حسنِ اخلاق اور محبت و پیار سے پھیلا۔ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ۹۰ لاکھ مسلمان ہوئے۔ انہوں نے پیار و محبت سے دلوں کو فتح کیا۔ پیار و محبت اور حسنِ اخلاق نصیب ہوتا ہے اللہ والوں کی صحبت سے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ والدین آسمان سے زمین پر لانے کا ذریعہ بنتے ہیں لیکن صوفیائے کرام انسان کو فرش سے عرش تک پہنچا دیتے ہیں اُن کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنی یاد اور ذکر کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل و کرم فرمائے۔ خود عمل کرنے اور اسلام کی تعلیمات کو ساری دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے —— تبلیغی جماعت اسلام کی اشاعت کی کوشش کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش اور سعی کو قبول فرمائے۔ ہمیں رزقِ حلال کمانے اور کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

رات کا جاگنا — محبوب ترین عمل

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ، عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ٥ (الاسراء : ۷۹)

بزرگانِ محترم، برادران عزیز! قرآن عزیز کی جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی وہ سورہ اسراء کی آیت ۷۹ ہے۔ اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"اور کسی وقت رات میں تہجد پڑھا کرو، تیرے لئے زائد چیز ہے قریب ہے کہ تیرا رب مقام محمود میں پہنچا دے۔"

(حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

حضرت لاہوری اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں :-

"آپ اپنے مدارج عالیہ کو بلند کرنے کے لئے امت سے زائد ایک نماز بھی پڑھا کیجئے اور اسی یاد الٰہی کی خصوصیت مزیدہ کے باعث آپ کو اللہ تعالےٰ مقام محمود عطا فرمائیگا (ص ۴۶۳)

رات کا جاگنا اور قرآن عزیز

حضور اقدس علیہ السلام پر بالکل ابتدائی دور میں جو سورتیں نازل ہوئیں ان میں سورۂ مزمل بھی ہے۔ اس سورۃ کے پہلے رکوع میں آپ کے لئے حکم ہوا کہ رات کا ایک حصہ قیام کے لئے قرآن عزیز کی ترتیل کے ساتھ تلاوت کریں اور پھر دوسرے رکوع میں رات کے قیام کے سلسلہ میں کچھ تخفیف کر دی گئی۔ حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالےٰ اس تخفیف کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں :-

"چونکہ آپؐ کی امت کا دائرہ وسیع ہونے والا ہے اور ساری امت اتنی رات تک (جیسا کہ پہلے رکوع میں ہے کہ نصف شب یا اس سے کچھ کم یا کچھ زائد) عبادت نہیں کر سکے گی۔ اس لئے تخفیف کر دی گئی ہے۔" (ص ۹۱۹)

حضور اقدس علیہ السلام کا معاملہ تو ایسا ہے کہ علمار محققین کے نزدیک ان پر تہجد کی نماز لازم تھی اور سورۂ بنی اسرائیل کی اُس آیت سے جس کا ترجمہ آپ نے سنا۔ اس قسم کا اشارہ نکلتا ہے لیکن جہاں تک امت کا معاملہ ہے گو اس پر فرض نہیں بلکہ فرض صرف پانچ نمازیں ہی ہیں لیکن اس میں برکات بہت ہیں۔ سورۂ سجدہ کی آیت ۱۵/۱۶ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ جس سے اللہ تعالےٰ کے مخصوص بندوں کا حال معلوم ہوتا ہے :-

"پس ہماری آیتوں پر تو وہ ایمان لاتے ہیں، کہ جب انہیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے

رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ اپنے بستروں سے اٹھ کر اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور ہمارے دئے ہیں سے کچھ خرچ بھی کرتے ہیں۔"

(حضرت لاہوریؒ)

اسی طرح سورۂ ذاریات میں متقین اور جنّت میں انہیں ملنے والی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے :-

"بے شک پرہیزگار باغات اور چشموں میں ہوں گے، لے رہے ہوں گے جو کچھ انہیں ان کا رب عطا کرے گا بے شک وہ اس سے پہلے نیکوکار تھے وہ رات کے وقت تھوڑا عرصہ سویا کرتے تھے۔ اور آخر رات مغفرت مانگا کرتے تھے، اور ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور محتاج کا حق ہوتا تھا۔"

(حضرت لاہوریؒ)

حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

"متقین کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ یہ داخلہ سابقہ نیکوکاری کے باعث ہے۔ یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے، سحور کو اٹھ کر اپنا معاملہ خدا تعالیٰ سے صاف کر لیا کرتے تھے (اور) انفاق فی سبیل اللہ بھی کیا کرتے تھے۔

ص ۱۰۳۱-۳۲

ان آیات مبارکہ سے رات کے جاگنے کی فضیلتیں اور برکات احسن طریق سے معلوم ہو جاتی ہیں اور پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ کو یہ عمل کتنا محبوب ہے — ہونا یہ چاہئے کہ نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا کہ عشا کے بعد جلد سو کر صبح جلد اٹھیں اور جتنا ممکن ہو اپنے مالک کے سامنے گڑگڑا کر اپنی فریاد کریں ۲ سے ۱۲ رکعت تک جتنا ممکن ہو۔ جو حضرات حافظ ہیں وہ تسلسل کے ساتھ قرآن پڑھیں تو ان کی مرضی۔ کیف ما اتفق پڑھیں تو ان کی مرضی۔ اور جو حافظ نہیں وہ پہلی رکعت میں ۱۲ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ لیا کریں پھر ہر رکعت میں ایک ایک مرتبہ گھٹاتے جائیں — اس عمل خیر پہ التزام و دوام کے نتیجہ میں انشاء اللہ تعالےٰ بڑی ہی برکات نصیب ہوں گی اور وہ بات سامنے آ جائے گی جس کا اظہار اس شعر میں ہے ؎

رات کے آخر حصہ میں کچھ دولت بانٹی جاتی ہے
جو جاگت ہے سو پاوت ہے جو سووت ہے سو کھووت ہے

احادیث مبارکہ اور پیغمبرانہ طرزِ عمل

قرآن عزیز کی ان آیات مبارکہ کے ساتھ ساتھ بعض احادیث مبارکہ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں جن سے اس عمل خیر کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اور حضور علیہ السلام کے طرز عمل کا پتہ چلتا ہے۔

پہلی روایت حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ سے ہے جس کو حضرت امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے نقل کیا اس میں ارشاد ہے کہ (اور بعینہٖ اسی قسم کی روایت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے) :-

"اللہ کے نبی رات کا ایک حصہ قیام فرماتے یہاں تک کہ ان کے قدم مبارک متورم ہو جاتے۔ میں نے عرض کیا آپ اتنی مشقت کیوں برداشت کرتے اور ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دئے ہیں — اس

پر آپ نے فرمایا ــــ کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول محترم نبی محتشم علیہ السلام رات کو ہمارے یہاں تشریف لائے تو ہم آرام کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ تم رات کو نماز نہیں پڑھتے؟ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے صاحبزادے حضرت سالم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد بزرگوار سے روایت کی ہے کہ حضور اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ عبداللہ بہت اچھے آدمی ہیں کہ رات کو جاگ کر نماز پڑھتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت عبداللہ کا معمول رات کو بہت کم سونے کا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے حضرت اقدس نے فرمایا کہ فلاں کی طرح مت ہو جانا وہ اللہ کا بندہ رات کو نماز پڑھتا تھا پھر اس نے اس کو ترک کر دیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس کسی کا ذکر ہوا کہ وہ صبح تک سوتا رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے ــــ (گویا شیطان مسلط ہو جاتا ہے)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ــــ کہ شیطان تم میں سے ہر شخص کے سر کے پچھلے حصہ میں بیٹھ جاتا ہے جب بندہ سوتا ہے تو وہ تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ کے ساتھ کہتا ہے "رات بڑی لمبی ہے سوتا رہ"۔ جب بندہ اللہ کو یاد کرتے ہوئے اٹھتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، وضو کے ساتھ دوسری اور نماز کے ساتھ تیسری کھل جاتی ہے نتیجہ کے طور پر بندہ ہشاس بشاس ہو کر صبح کرتا ہے ورنہ طبیعت پرسستی اور خباثت مسلط رہتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا، اے لوگو! سلام پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھو، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ رمضان کے بعد محرم کا روزہ افضل ترین ہے اور فرض نمازوں کے بعد صلاۃ تہجد افضل ترین ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دو روایتیں ہیں جن میں سے ایک سے حضور علیہ السلام کا عمل معلوم ہوتا ہے دوسرے سے قول۔ مفہوم دونوں کا یہ ہے کہ صلاۃ تہجد دو دو رکعت پڑھی جائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت (رواہ البخاری) سے معلوم ہوتا ہے کہ صلاۃ تہجد پر سجدہ اتنا لمبا ہوتا جتنی دیر میں تم میں سے کوئی شخص پچاس آیات پڑھتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے سنا کہ رات میں ایک گھڑی ایسی ہے جو بندہ کو نصیب ہو جائے تو کیا کہنا؟ بندہ جو مانگتا ہے اسے وہ ملتا ہے چاہے دنیا کی بات ہو یا دین کی۔

بزرگان گرامی! اس ضمن میں روایات اور بھی بہت ہیں۔ لیکن اسی پر اکتفا کرتے ہوئے دعاگو ہوں کہ اللہ رب العزت ہمیں رات کا جاگنا نصیب فرما دے۔ کہ یہ خیر و برکت کی وہ کنجی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کنجی نہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

نشر بہ ریڈیو پاکستان لاہور

یکم اکتوبر ۱۹۸۲ء

شام ۵ بجے

آیاتِ بیّنات

سورۃ الانبیاء آیت ۱۰

محمد سعید الرحمٰن علوی

بعد از خطبہ مسنونہ:۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:ــــ

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

محترم سامعین! سورۂ انبیاء کی آیت ۱۰ آپ نے سماعت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"یقیناً ہم نے تمہارے لئے ایک ایسی کتاب نازل کی ہے کہ اس میں تمہاری نصیحت موجود ہے، کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے؟"

سورۂ انبیاء چونکہ مکی سورۃ ہے۔ اس لئے اس میں مکی سورتوں کے عمومی مزاج کے مطابق اصلاح عقائد و واقعات ماضیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ واقعات ماضیہ کا قرآن میں کثرت کے ساتھ ذکر ہے اور ان کا مقصد موجود اور بعد میں آنے والی نسلوں کو بروں کے انجام سے ڈرانا اور انہیں عبرت دلانا ہے۔ سورۂ یوسف کی آخری آیت کا ایک ٹکڑا ہے لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ کہ "بلاشبہ ان لوگوں کے واقعات میں اہل دانش کے لئے بڑی عبرت ہے"۔

لیکن بدقسمتی یہ تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم جب لوگوں کے سامنے یہ حقائق و واقعات بیان فرماتے تو لوگ ان کا مذاق اڑاتے اور واقعات ماضیہ کو "اساطیر الاولین" کا عنوان دیتے اور یہ بات محض نبی کریم علیہ السلام کی ذات اور آپ کے زمانہ تک مختص نہ تھی۔ اب تک ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو ایک طرف علم کی دنیا میں بڑے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں لیکن دوسری طرف قرآن کی فطری اور سادہ تعلیم ان کی سمجھ میں نہیں آتی یہ سب کچھ دراصل غفلت کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے قبل کی آیات میں توجہ دلائی گئی۔ مثلاً ارشاد ہوا ہے کہ "ان لوگوں کے حساب کا وقت ان کے قریب آ لگا ہے اور ان کی حالت یہ ہے کہ یہ غفلت میں ہیں اور روگردانی کر رہے ہیں"۔ اور غفلت و اعراض کا یہ عالم ہے کہ حضرت حق ارشاد فرماتے ہیں "کوئی نئی نصیحت ان کے رب کی جانب سے ان کے پاس نہیں آتی مگر یہ کہ وہ اس کو کھیلتے ہوئے سنتے ہیں، ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل اور جانب مشغول ہوتے ہیں"۔ چنانچہ اس بے راہروی کا نتیجہ یہ نکلا کہ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے لگے مثلاً یہ کہا "ھل ھٰذا الا بشر مثلکم" کہ یہ پیغمبر جو کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا نمائندہ اور رسول ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے تو اس کا حال یہ ہے کہ یہ تمہارے ہی جیسا انسان ہے، حالانکہ انسان ہونا تو کوئی جرم کی بات نہیں بلکہ دیکھا جائے تو اللہ کی زمین پر انسان سے زیادہ کوئی افضل مخلوق نہیں بلکہ زمین کے علاوہ آسمان پر اور جہاں جہاں کوئی مخلوق بستی ہے ان سب سے افضل انسان ہے اور ان انسانوں میں سے اللہ تعالیٰ جس کو اپنی وحی کے لئے منتخب کرلے اس کی عظمتوں کا کیا ٹھکانہ؟

حضرات انبیاء علیہم السلام نے اپنی بشریت و انسانیت کا کھلے

بندوں اعتراف فرمایا جیسا کہ سورۂ ابراہیم میں ہے۔ اِنّا نحن الا بشر مثلکم" کہ ہم تمہارے ہی جیسے آدمی ہیں لیکن" ولکن اللہ یمن علیٰ من یشاء من عبادہٖ"۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کر دیتا ہے ـــــ رہ گئی یہ بات جیسا کہ کفار و مشرکین اور ان کے ہم جلسوں کا کہنا تھا کہ یہ پیغمبر اپنی طرف سے باتیں گھڑ کر خدا کے ذمہ لگا دیتا ہے۔ اور اس قرآن میں اس کی اپنی آمیزش تو کم از کم ضرور موجود ہے تو اللہ تعالےٰ نے قرآن میں ایک جگہ نہیں جا بجا مختلف پیرایوں میں اس کی تردید کی مثلاً سورۂ یونس میں ایک مکالمہ ہے جو کفار و مشرکین مکہ اور حضور علیہ السلام کے درمیان ہوا ـــــ اہل باطل کے متعلق ہے:" جنہیں ہماری پیشی کا خوف نہیں وہ آپ سے اے پیغمبر یوں کہتے ہیں کہ یا تو اس قرآن کے سوا کوئی اور قرآن لے آیا اس میں ہی ترمیم کر دے"۔ لیکن حضور علیہ السلام سے اللہ تعالےٰ نے کہلوایا کہ" آپ کہہ دیجئے کہ مجھ کو یہ حق نہیں ہے کہ میں اپنی جانب سے اس قرآن میں کوئی رد و بدل کر سکوں میں تو صرف اسی حکم کا اتباع کرتا ہوں جو میری جانب وحی کیا جاتا ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے سخت عذاب سے ڈرتا ہوں"۔

گویا اللہ کا پیغمبر ایک ذرہ سی بات اپنی طرف سے نہ کہہ سکتا ہے نہ خدا کے کلام میں کسی قسم کی ترمیم کر سکتا ہے وہ صرف اور صرف وحی الہٰی کا ترجمان ہوتا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ وحی الہٰی کی تبیین و تشریح اس کے منصب میں شامل ہے جیسا کہ سورۂ نحل کی آیت ۴۴ میں ہے کہ ہم نے ہی یہ قرآن نازل کیا ہے تاکہ جو احکام لوگوں کے لئے نازل کئے گئے ہیں وہ احکام آپ ان کے روبرو کھول کر بیان کر دیں اور تاکہ وہ لوگ غور و فکر کریں"۔

تاہم یہ بات واضح رہے کہ اصل وحی اور اس کی تبیین میں یہ فرق ہے کہ پہلی قسم کو وحی متلو کہا جاتا ہے اور دوسری کو غیر متلو۔ لیکن یہ بات طے ہے کہ اللہ کا نبی بطور وضاحت و بیان جو کہتا ہے اس کا منبع و مصدر اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔

یہی قرآن عزیز ہے جس کو کہیں "ذکر" سے تعبیر کیا گیا، کہیں "شفا" سے کہیں "ہدایت" سے کہیں "فرقان" سے اور کہیں "موعظۃ" سے ـــــ اس قرآن کے متعلق سورۂ بنی اسرائیل آیت ۹ میں ہے ـــــ بے شک یہ قرآن اس راستہ کی رہنمائی کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے" سورۂ یونس آیت ۵۷ میں ہے "اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت اور قلبی امراض کے لئے شفا ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے"۔

یہی قرآن ہے جس کے منکرین و معاندین کو سورۂ بنی اسرائیل میں یوں چیلنج کیا گیا کہ" تمام انسان اور جنات باہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون و مدد کر کے بھی چاہیں تو اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور اس کی مثال نہیں لا سکتے" پھر سورۂ ہود میں فرمایا" پیغمبر کی ذات پر بہتان و اتہام لگانے والو! سارے قرآن کا مثل نہیں تو اس جیسی دس سورتیں ہی بنا لاؤ" ـــــ اور جب اس پر بھی بات نہ بنی تو سورۂ بقرہ کی آیت ۲۳-۲۴ میں فرمایا کہ" اگر واقعی تم اس کتاب کی نسبت جو ہم نے اپنے خاص بندے یعنی محمدؐ علیہ السلام پر نازل کی ہے، کچھ شک ہو تو تم اس جیسی ایک چھوٹی سی سورت ہی بنا کر لے آؤ۔ اور تم اللہ کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو، اگر تم سچے ہو، پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا اور تم یقیناً ہرگز ایسا نہ کر سکو گے تو پھر اس آگ سے ڈرتے رہو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں وہ آگ منکروں کے لئے تیار کی جا چکی ہے" ـــــ سورۂ انبیاء کی آیت ۱۰ سے متعلق ایک ہندی نژاد خادم قرآن نے بڑے پتہ کی بات لکھی ہے کہ" ہم نے تمہارے لئے ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارے لئے کافی نصیحت ہے اور جس میں تمہارا ذکر بھی ہے اور اس میں تمہاری عزت اور شرف بھی ہے اور تمہارے لئے موجب فخر بھی ہے اور تمہارے دین اور دنیا کی حفاظت کا سامان بھی ہے۔ اگر تم اس پر ایمان لے آؤ تو یہ سب باتیں تم کو میسر ہو جائیں، کیا اب بھی تم سمجھ سے کام نہیں لو گے؟"

(کشف الرحمٰن از مولانا احمد سعیدؒ)

حقیقت یہ ہے کہ امتِ مسلمہ کی عزت و شرف کا مدار قرآنی تعلیمات کو اپنانے میں ہے۔ حضور قائدنا الاعظم محمدؐ عربی صلوات اللہ تعالےٰ علیہ و سلامہ کا ارشاد ہے کہ" اللہ تعالےٰ اس کتاب مقدس کے ذریعہ بعض قوموں کو سربلندی اور عزت عطا کریں گے تو بعض طبقات اس سے روگردانی کے سبب فنا و تباہ ہو جائیں گے۔ آخر یہ تاریخی حقائق ہمارے سامنے ہی تو ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے سمیت ۶۰ مسلمانوں کا دستہ لے کر جاتے ہیں اور ۶۰ ہزار رومیوں کی تنی اور اکڑی ہوئی گردنیں جھکا دیتے ہیں۔ ایک مسلمان سپہ سالار اندلس کی سرزمین پر پہنچ کر اپنا بیڑہ جلا دیتا ہے اور ؏ "ہر ملک ملکِ ما است کہ ملکِ خدائے ما است" کا نعرہ لگا کر اپنے رفقاء کی پریشانی کو دور کر دیتا ہے۔

حضرت خواجہ اجمیری قدس سرہٗ ظلمت کدہ اجمیر میں محض قرآن کی دولت سے اپنا مقام بناتے ہیں اور اسی کے صدقے ان کی مختصر زندگی میں اتنا بڑا انقلاب آ جاتا ہے کہ لاکھوں مسلمان ہو جاتے ہیں۔

ایک مشہور سا شعر ہے کہ

ؔ

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

حقیقت اور واقعہ ایسا ہی ہے۔ قرآن کے نتیجہ میں ایمان مضبوط ہوتا ہے، دلوں میں روشنی، رونق اور جلا پیدا ہوتی ہے، اللہ پر بھروسہ اور اعتماد کی دولت نصیب ہوتی ہے اور آپس میں رحم و محبت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں جبکہ اس کتاب الہٰی سے روگردانی کے نتیجہ میں طبائع میں وحشت و بربریت کے ظالمانہ جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ انسان اچھی عادات و خصائل سے محروم ہو کر بھیڑیا بن جاتا ہے اور اس کی زندگی درندگی و بہیمیت کی زندگی ہو جاتی ہے۔

یہ قرآن کا اعجاز تھا کہ قرونِ سابقہ کے مسلمان دنیا پر غالب تھے، فاتح و منصور تھے۔ اور ہم بے پناہ مادی وسائل ہونے کے باوجود کس مپرسی و پریشان حالی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

ایک بار پھر حضور علیہ السلام کا وہ ارشاد دل کے کانوں سے سنیں کہ عزت و ذلت کا مدار قرآن پر ہے اور پھر اپنے حالات کا جائزہ لے کہ اس کتاب مقدس کے حقوق کو پہچانیں کہ اسی میں ہماری فلاح و نجات کا راز مضمر ہے۔

اللہ تعالےٰ اپنی کتاب کا ہمیں شیدائی بنائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ : اسلامی انقلاب

ہیں۔ اِس کتاب کو اپنے سامنے رکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب ہم پر تحقیق کے نئے باب کھولے گی۔ اِس لئے کہ دُنیا اس کتاب کے لائے ہوئے انقلاب کے سکون اور طمانیت کو دیکھ چکی ہے۔ جس نے تمام عالم کو امن سے ہمکنار کیا تھا اور یہ عدل و انصاف اور مساوات کا یہ کارنامہ دوبارہ بھی دکھا سکتی ہے۔

تحریر: سید عطاء الرحمٰن جعفری، بی۔ اے (آنرز)

اسلامی انقلاب ہی انسانیت کو بچا سکتا ہے

قرآن جو وحدانیت اللہ کا پیغام ہر نفس کو دیتا ہے اور جو شرفِ انسان کا نقیب اور مساواتِ انسانی کا حامی ہے۔ بہرصورت اور بہرطور امن کا پیامبر ہے دورِ حاضر جو اَن گنت خصوصیات کا حامل ہے۔ اسی لحاظ سے مسائل کا دَور ہے۔ آج کی اس دنیا میں سانس لینے والا ہر فرد اور اس ماحول میں زندگی گذارنے والا ہر انسانی گروہ مختلف النوع مسائل کا شکار ہے۔ تاریخ نے اس دنیا کے مختلف ادوار کو ان کی بعض نمایاں خصوصیات کی بنا پر پتھر کا زمانہ اور تانبے اور لوہے کا عہد قرار دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر آج کے اس دَور کو مسائل کا دَور کہیں تو کسی کو اس سے اختلاف نہیں ہوگا۔ بہرصورت آج ہم میں سے ہر ایک قطع نظر اس کے کہ وہ کون ہے۔ کہاں رہتا ہے۔ اور کیا کرتا ہے۔ مسائل کے انبار تلے دبا ہوا ہے۔ لیکن یہ امر لائق اطمینان ہے۔ کہ کچھ لوگ اگرچہ ان کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ اِن انسانی مسائل اور اِن عالمگیر مصائب کے بارے میں سوچتے ہیں۔ اور انسان کو اس سے باہر نکالنے کے لئے راہیں تلاش کرتے ہیں۔ انسان اور انسانیت کے یہ خیر خواہ بہرحال تحسین و آفرین کے مستحق ہیں۔

انسان اپنا کوئی مسئلہ تاریخ سے بے نیاز ہو کر حل نہیں کر سکتا۔ ہم اپنے حال اور مستقبل کو اس وقت تک اپنے لئے سازگار اور حیات بخش نہیں بنا سکتے۔ جب تک ہم ماضی سے اپنا رشتہ استوار نہ کرلیں، ہو سکتا ہے کہ کچھ سائنس گزیدہ حضرات اور بعض ایسے لوگ جو مادیت کا شکار ہیں۔ اس سے اتفاق نہ کریں۔ لیکن چونکہ ماضی درحقیقت ہمارے اسلاف کی جدوجہد سے عبارت ہے۔ اور حال اور مستقبل کی تعمیر کے سلسلہ میں بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِس بنیاد کو نظرانداز کر کے جو تعمیر کی جائے گی۔ وہ بالکل ناکارہ اور کمزور ہوگی۔ بقول کسے۔

"خوش بخت ہے وہ انسان
جسے دوسروں کے تجربات سے فائدہ
اٹھانے کی توفیق نصیب ہو"

بہرصورت کوئی شخص تاریخ اور مطالعہ تاریخ کی اس اہمیت اور ضرورت کو تسلیم کرے نہ کرے لیکن انسانی تمدن کے مختلف مراحل پر نظر ڈالے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اس خاص مرحلے کے اسباب و عوامل اور انسانی زندگی پر اس کے گہرے اور انمٹ نقوش سے صرف نظر کر کے گذر جائے جس کی ابتدا آج سے چودہ سو سال قبل ہوئی تھی۔ یہ واقعہ ایک عظیم الشان تمدنی انقلاب تھا۔ جس نے انفرادی اور اجتماعی زندگی، انسانی فکر اور اس کے تصورات، اس کے افعال اور اعمال، اس کے اخلاق و سلوک اور اقدارِ حیات کے بارے میں اس کے طرزِ فکر نے ایسی نمایاں تبدیلی پیدا کر دی تھی کہ انقلابات کی تاریخ اس انوکھے تجربے اور اس کے بے نظیر اثرات کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہے۔ اگرچہ تاریخ کے اوراق مختلف اور متعدد انقلابات کے ذکر سے معمور ہیں۔ جن سے ہماری اس دنیا کو سابقہ پڑا ہے۔ لیکن یہ انقلاب جس کی طرف میں نے اشارہ کیا۔ اس حقیقت سے بھی منفرد اور ممتاز ہے۔ کہ یہ اپنی ماہیت میں ایک کتابی انقلاب تھا۔ وہ کتاب جس نے ہمہ گیر اور دُوررس اثرات کا حامل انقلاب برپا کیا تھا۔ اپنے اس مقصد میں اس لئے کامیاب رہی کہ یہ انسان کو نجات کی راہ دکھانے کا دعوے دار ہے۔ اس لئے وہ تمام لوگ جو انسانی فلاح کے لئے سوچتے

(باقی ۱۱ پر)

مقام شہادت

ترتیب:۔ محمود احمد مدرس جامعہ رشیدیہ، ساہیوال

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔

خدا تعالےٰ کے راستہ میں دین کی خاطر جان کی قربانی دینے والا اپنی چند روزہ زندگی دے کر حیاتِ جاوید حاصل کر لیتا ہے۔ اسے حق تعالیٰ کا خاص قرب اور بہت اونچا مقام نصیب ہو جاتا ہے، اور عالم برزخ میں وہ بڑی بڑی نعمتوں سے نوازا جاتا ہے اور نہایت شاداں و فرحاں رہتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد الٰہی ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

اور تم انہیں، جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں مردے مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں پتہ نہیں چلتا۔

دوسرے مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انہیں مردہ مت سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دئے جاتے ہیں۔

ان دونوں آیات میں شہداء کا مقام بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس سے رزق پاتے ہیں، ان کو حق تعالیٰ کا خاص قرب حاصل ہوتا ہے۔ بڑے عالی درجات اور اعلیٰ مقامات پر فائز ہوتے ہیں۔ اور بنص حدیث انہیں سبز پرندوں کے خول دئے جائیں گے جن میں وہ اُڑ اُڑ کر جنتوں کی سیر کریں گے، اور انہیں اس کے پھلوں باغوں اور نہروں سے منتفع ہونے کی آزادی ہوگی۔ اور ان کی قرارگاہ وہ سونے اور چاندی کی قندیلیں ہوں گی جو عرش میں آویزاں ہوں گی۔ اور یہ ارواح طیبہ اپنے برزخی اجسام کے ساتھ ان میں بسیرا کریں گے۔ مزید اکرام و تنشیط کے لئے ان سے بار بار پوچھا جاتا رہے گا کہ کچھ اور چاہتے ہو، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام شفاعت کریں گے، پھر علماء، پھر شہداء۔ ان نصوص قرآنی و نصوص احادیث سے معلوم ہوا کہ شہید کا عہدہ بہت بڑا عہدہ ہے۔ اس کا مقابلہ دنیا کا کوئی عہدہ نہیں کر سکتا۔ یہ ہوا مقام شہادت و مقام شہید۔

شہید کی فضیلت

ترمذی اور ابن ماجہ میں ایک روایت آئی ہے اس سے شہید کے فضائل و صفات پر جامع روشنی پڑتی ہے۔

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہید کو اللہ تعالیٰ چھ عظیم الشان انعامات عطا فرماتے ہیں۔

۱۔ شہید کی اول مرتبہ مغفرت کر دی جاتی ہے، مطلب یہ ہے کہ زمین پر شہید کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کے گذشتہ گناہ سب معاف کر دئے جاتے ہیں اور سابقہ زندگی پاک و صاف کر دی جاتی ہے، اسی کے ساتھ ہی اس کو جنت دکھلا دی جاتی ہے پھر وہ شوق سے جان دیتا ہے۔

۲۔ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے اور جہنم سے خلاصی ہو جاتی ہے۔

۳۔ قیامت کے دن جو کہ عام مخلوق پر سخت گھبراہٹ طاری ہوگی اور بہت ہی خوف و ہراس پھیلا ہوا ہوگا شہید اس سے محفوظ رہے گا، اس وقت بھی وہ اللہ تعالیٰ کے خاص مقربین میں شامل ہو کر نہایت مطمئن اور مسرور ہوگا۔

۴۔ اس کے سر پر تاج وقار رکھا جاتا ہے، اس تاج کا ایک موتی دنیا کی تمام کائنات سے زیادہ اچھا ہوگا۔

۵۔ اس کا نکاح بہتر حوروں سے

ہوتا ہے۔

۶۔ اس کے رشتہ داروں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی جو اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم کے مستحق ہو چکے ہوں گے، شہید سفارش کرے گا، اس کی سفارش سے وہ بخش دئے جائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔

ان کے علاوہ شہید کے اور بھی بہت فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں، منجملہ ان کے شہید کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ تمنا رجوع کرے گا، یعنی شہادت پانے کے بعد وہ بار بار زندہ ہو کر دوبارہ شہید ہونے کی آرزو کرے گا، جیسے کہ حدیث میں خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ۔

"کہ میری یہ خواہش ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں"۔ اسیطرح بار بار شہادت کی لذت لیتا رہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی روایت ہے کہ انہوں نے بھی اس تمنا کا اظہار کیا ہے۔

ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ عام مومنین کے لئے وقت نزع جو شدائد اور تکالیف حدیث میں وارد ہیں۔ شہید کی روح اس سے بھی محفوظ رہتی ہے اور اس کو صرف کقرص النملۃ (چیونٹی کے کاٹنے کے برابر) تکلیف ہوتی ہے اور خوشی خوشی اس کی روح بدن سے جدا ہو جاتی ہے۔

اور ایک ۹ خاصیت شہید کی یہ ہے کہ اس کو برزخی حیات حاصل ہوتی ہے، برزخ کہتے ہیں" موت کے بعد سے قیامت تک کے زمانے کو" تو شہیدوں کو مرنے کے بعد ایک خاص طرح کی زندگی ملتی ہے جو اور مردوں کو نہیں ملتی۔ اور ان کو حق تعالیٰ کا ممتاز قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ متنوع اور نو بہ نو نعمتوں سے محظوظ ہوتے ہیں، اس وقت شہداء بے حد مسرور و مبتہج ہو جاتے ہیں، کہ اللہ نے اپنے فضل سے دولت شہادت عنایت فرمائی، اپنی عظیم نعمتوں سے نوازا اور اپنے فضل سے ہر آن مزید انعامات کا سلسلہ قائم کر دیا، جو وعدے شہیدوں کے لئے پیغمبر علیہ السلام کی زبانی کئے گئے تھے انہیں آنکھوں سے مشاہدہ کر کے بے انتہاء خوش ہوتے ہیں، اور دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ایمان والوں کی محنت ضائع نہیں کرتا بلکہ خیال و گمان سے بڑھ کر بدلہ دیتا ہے، اسی واسطے صحابہ کرامؓ فرماتے تھے۔ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ (جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے)

صحابہؓ میں شہادت کا عجیب و غریب ذوق و شوق

صحابہؓ میں شہادت کا عجیب ولولہ تھا اور عجیب طرح انہوں نے جذبۂ قربانی کے مظاہرے کئے۔ تاریخ و دیگر کتب احادیث ان کے عظیم الشان کارناموں سے بھری پڑی ہیں۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے والد ابو عامر راہب منافقوں کے اونچے لیڈر تھے، حضرت حنظلہؓ کی نئی شادی ہوئی ہے، کانوں میں جہاد کی آواز پڑتی ہے، غسل جنابت بھی نہیں فرما سکے اور اسی عالت میں جہاد میں شریک ہو کر شہادت حاصل کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لاشوں کا معائنہ کیا دیکھا کہ اس کی لاش فرشتوں نے اٹھائی ہے اور سونے کے تخت پر اسے غسل دیا جا رہا ہے، تدفین کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ کی حقیقت دریافت کی معلوم ہوا ابھی غسل نہ کرنے پائے تھے کہ کانوں میں جہاد کی دعوت پہنچی اور اسیطرح اٹھ کھڑے ہوئے، یہ حال تھا صحابہ کے اللہ کی راہ میں قربانی کے ذوق کا۔

عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ پیر سے لنگڑے ہیں معذور ہیں جہاد کا موقع آیا ان کے چار بیٹے تھے۔ اور سب کے سب جہاد میں شریک ہیں، انہیں بھی جہاد میں جانے کا شوق ہوا، ان کے چار بیٹوں نے منع کرنا چاہا کہ ہم سب موجود ہیں اور آپ معذور ہیں۔ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر فریاد کی کہ "بیٹے مجھے جہاد میں جانے سے روکتے ہیں اور میری تمنا ہے کہ میں لنگڑے پاؤں جنت میں چلوں پھروں"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں

بیٹوں کو فرمایا کہ کیا حرج ہے اگر ان کا شوقِ جہاد پورا ہو اور انہیں جہاد نصیب ہو اور اس کو فرمایا کہ تم پر جہاد معاف ہے کیونکہ معذور ہو مگر جب تمہاری خواہش ہے تو بہتر۔ اجازت ملی تو خوشی سے سرشار ہو کر جہاد میں حصہ لیا اور شہادت پائی۔ گھر سے نکلتے وقت دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ مجھے تیرے راستہ میں شہادت نصیب ہو اور پھر میں گھر نہ آسکوں۔ اس کا بیٹا حضرت خلاد اور عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی شہید ہو گئے۔ حضرت عمرو بن جموح کی بیوی ہندہ نے چاہا کہ خاوند اور بیٹے خلاد اور عبداللہ بن عمرو تینوں کی لاشوں کو مدینہ لے جا کر دفن کروں چنانچہ اونٹ پر لادی گئیں مگر اونٹ کا رُخ مدینہ کی طرف نہ ہوا۔ وہ وہیں بیٹھ جاتا اور احد کی طرف رُخ کرتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا اور گھر سے نکلنے کے بعد ان کی دُعا کا بھی ذکر کر دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی دعا قبول ہوئی اور اللہ کے بندے جو خدا سے چاہیں خدا تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ وہیں احد کے دامن میں دفن کر دئے گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد سے ایک روز قبل حضرت عبداللہ بن جحشؓ نے مجھے فرمایا کہ کل جہاد ہوگا آیئے دونوں کل کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں اور دونوں ایک دوسرے کی دُعا پر آمین کہیں چنانچہ دونوں ایک طرف جا کر دعا کرنے لگے۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں پہلے میں نے دعا کی کہ یا اللہ! میدان جہاد میں ایک مضبوط اور قوی کافر سے میرا مقابلہ ہو اور میں بالآخر اسے قتل کر ڈالوں اور اس کے اسلحہ وغیرہ پر قبضہ کر لوں اس طرح اسلام کا نام اونچا ہو۔ حضرت عبداللہؓ نے میری دُعا پر آمین کہی۔ پھر حضرت عبداللہ نے دُعا کی جس کے الفاظ یہ تھے:

اَللّٰھُمَّ اُرْزُقْنِيْ غَدًا رَجُلًا شَدِيْدًا بَاْسُہٗ شَدِيْدًا حَرْدُہٗ اُقَاتِلُہٗ فِيْكَ وَيُقَاتِلُنِيْ فَيَقْتُلُنِيْ ثُمَّ يَاْخُذُنِيْ فَيَجْدَعُ اَنْفِيْ وَاُذُنِيْ فَاِذَا لَقِيْتُكَ قُلْتَ يَا عَبْدَ اللّٰہِ فِيْمَا جُدِعَ اَنْفُكَ وَاُذُنُكَ فَاَقُوْلُ فِيْكَ وَفِيْ رَسُوْلِكَ فَتَقُوْلُ صَدَقْتَ۔

اے اللہ! کل جب لڑائی ہو تو میرے مقابل مضبوط اور طاقتور کافر آئے میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھ پر غالب ہو کر مجھے قتل کر دے پھر ناک اور کان کاٹ ڈالے پھر جب میں تجھ سے ملوں تو آپ پوچھیں اے عبداللہ! تیرا ناک اور کان کیوں کاٹے گئے ہیں تو میں کہوں کہ اللہ اور رسول کے راستہ میں ایسا ہوا تو آپ فرمائیں کہ تو نے سچ کہا۔

سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے دُعا کی میں نے آمین کہی کل لڑائی میں ایسا ہی ہوا، حضرت عبداللہ اسی طرح شہید ہوئے کہ ان کے اعضاء اور ناک کان کاٹ ڈالے گئے، ان کی دعا میری دعا سے بہتر تھی، حضرت عبداللہ کی تدفین حضرت امیر حمزہ سید الشہداء کے ساتھ ایک قبر میں ہوئی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زندگی جہاد اور کفار کی سرکوبی میں بسر ہوئی بدن کا کوئی حصہ تلوار خنجر اور تیروں کے وار اور نشان سے خالی نہیں تھا۔ مگر موت بستر پر آئی تو رونے لگے کہ اے اللہ، تمام زندگی میری کفار کے مقابلہ میں گذری اب میں چارپائی پر مر رہا ہوں، انہیں یہ غم ہے کہ میرا جسم اللہ کی راہ میں شہید کیوں نہیں ہوا۔ اس لئے کہ جو چیز اپنے مصرف اور موقعہ پر خرچ ہو جائے تو حقیقی کامیابی اور خوشی ہوتی ہے، بے محل اور بے جا ایک پیسہ بھی استعمال ہو تو اس پر افسوس ہونا چاہئے۔

شیعہ لوگ حضرت امیر حمزہ سید الشہداء اور دیگر شہداء کا دن نہیں مناتے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت مقدر تھی تو تقدیر پر راضی رہتے۔ یہ کوئی رونے پیٹنے کا مقام نہیں اور نہ ہی افسوس و ماتم کا مقام ہے یہ بزدل قومیں مسلمانوں کو رونے پیٹنے کا درس دے رہی ہیں، یہ یہودیانہ سازشیں تھیں ان کی سیاسی چالیں تھیں قربانی جیسے عظیم اور قابلِ فخر کارناموں کو رونے دھونے اور ماتم کی سیاہی میں

(باقی ۱۶ پر)

بقیہ : اداریہ

ہیں جو اختلافات کی لہر پیدا ہوئی تو اس نے بالآخر یہ صورت اختیار کر لی جو اب ہمارے سامنے ہے۔

ہم اس وقت بات کو طول دینا نہیں چاہتے ہمارے بعض بزرگ اس وقت جو کچھ کر رہے ہیں ہم اس ضمن میں انہی سے درخواست کرینگے کہ جماعتی دستور کے اعتبار سے وہ کس حد تک درست ہے ؟ اگر بعض حضرات کا جماعتی قیادت پر یہ اعتراض ہے (جس میں کوئی صداقت نہیں) تو اس کا یہ طریقہ نہ تھا کہ جماعتی قیادت کو الگ کر کے بالکل غیر دستوری طور پر نئی تنظیم بنا لی جائے ——— افسوس یہ ہے کہ کرنے والوں نے ایسا کر لیا اور جو کوششیں مصالحت و مفاہمت کے لئے ہو رہی تھیں ان کا کوئی نتیجہ سامنے نہ آیا۔

اللہ رب العزت ہماری جماعت کو پھر متحد و متفق فرمائیں تاکہ وقت کے ہر فرعون کی گردن جھکائی جا سکے۔

علوی یکم صفر ۱۴۰۳ھ

بقیہ : مقام شہادت

چھپا دیا گیا۔ شہادت اور پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت، اتنا اونچا مقام اور سعادت مندی۔

- - - - - - - - - -

۔اور شہادت تو ایک لباس بدلنا ہے۔ دنیا کا لباس اتار کر آخرت کا لباس ابدی پہننا ہے، اور یہ ایک مومن کے لئے کتنی بڑی سعادت اور ذریعۂ نجات ہے، مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی خوشی کی بات نہیں ہو سکتی۔

بقیہ : طبی مشورے

کے لئے ریوند چینی شہد میں ملا کر رات سوتے وقت چہرے پر لگائیں۔ اس سے پہلے چہرے کو گرم پانی سے دھو لیں۔

کیل دور کرنے کے لئے انگور کی لکڑی کی راکھ سرکہ میں ملا کر لگایا کریں۔

ارشادِ نبوی

فتنوں کا دَور

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مالِ غنیمت کو ذاتی مال بنا لیا جائے گا اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے گا اور علم غیر دین کے لئے حاصل کیا جائے گا، اور آدمی اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا۔ اور والدہ کی نافرمانی۔ اور دوست کو قریب کرے گا اور والد کو دور ہٹائے گا ——— اور مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی، اور قبیلہ کا سردار ان کا فاسق ہوگا۔ اور قوم کا وڈیرا ان کا کمینہ اور گھٹیا آدمی ہوگا ——— اور آدمی کی عزت اس کی شر سے بچنے کے لئے کی جائے گی ———

——— گانے والیاں اور آلات لہو ولعب (باجے گاجے) بہت ہو جائیں گے ——— شرابیں پی جائیں گی ——— اس امت کے آخر میں آنیوالے پہلوں پر لعن طعن کریں گے۔ سو ایسے وقت تم سرخ ہوا کے چلنے۔ زلزلہ کے آنے زمین میں دھنسائے جانے شکلوں کے بگاڑے جانے اور آسمان سے پتھروں کے برسنے کا انتظار کرو۔ (اسکے علاوہ) اور بہت سی مسلسل نشانیاں ایسے آئینگی جیسے ہار کا دھاگا ٹوٹنے کے بعد موتی لگاتار گرتے ہیں۔

تحریر :- راشد بزمی

آزاد کشمیر جمعیت علماء اسلام کے رہنما اور مقتدر عالم دین مولانا محمد یوسف خان سے ایک ملاقات

مولانا محمد یوسف خان کا شمار آزاد کشمیر کے سرکردہ اور مقتدر علماء میں ہوتا ہے۔ ریاست کے سب سے بڑے دینی تعلیمی ادارہ دارالعلوم پلندری کے بانی، مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں، دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فضلاء میں سے ہیں۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد ہیں، آزاد کشمیر کے ایک بڑے قبیلہ سدوزئی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اپنے علاقہ میں بے حد مقبول ہیں اور اسی وجہ سے آزاد کشمیر اسمبلی کے رکن منتخب ہو چکے ہیں، علمی و دینی مقبولیت کے ساتھ ساتھ ریاست کی اہم سیاسی شخصیات میں شمار ہوتے ہیں، تحریک آزاد کشمیر میں آپ نے اور آپ کے رفقاء مولانا عبدالعزیز تھوراڑوی، مولانا مفتی عبدالحمید مرحوم، مولانا مفتی امیر عالم، مولانا عبدالہادی مرحوم اور دیگر علماء نے نہ صرف دعوت و تبلیغ کے ذریعہ بلکہ میدانِ جنگ میں عملاً حصہ لیا اور ڈوگرہ سامراج کے خلاف معرکہ آرائی میں مسلح جنگ کے علاوہ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، ریاست میں علماء کی سب سے بڑی جماعت جمعیت علماء آزاد جموں و کشمیر کے امیر ہیں۔ میر واعظ مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد آپ کو علماءِ حق کے اس قافلہ کا سالار منتخب کیا گیا اور اب تک پوری محنت اور جانفشانی کے ساتھ اس کاروان کی قیادت کر رہے ہیں، ریاست کے اعلیٰ حلقوں میں آپ کے علمی تفوق اور صلاحیتوں کا عملی اظہار اس وقت ہوا جب ریاست میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے سلسلہ میں لاء کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا آپ بھی اس کمیشن کے رکن تھے۔ لاء کمیشن کے تحت اسلامی قوانین کے مسودات کی ترتیب و تدوین کے لئے جو مباحث ہوئے ان میں پاکستان کے سابق چیف جسٹس جناب حمود الرحمٰن مرحوم، آزاد کشمیر کے چیف جسٹس، جسٹس صراف اور دیگر ماہرینِ قانون شامل تھے لیکن اختلافی امور میں مولانا نے ان حضرات کو جس تدبر، متانت اور علمی استدلال کے ساتھ اپنے موقف پر قائل کیا اس کا اعتراف قانون کے ان ممتاز ماہرین نے برملا طور پر کیا اور معاصرانہ فراخدلی کے ساتھ مولانا موصوف کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ بلاشبہ ریاست میں اسلامی قوانین اور اسلامی عدالتی نظام کی ترتیب و تدوین میں مولانا موصوف کا بہت بڑا حصہ ہے، دینی اور علمی مسائل کے علاوہ سیاسی اور قومی معاملات میں بھی مولانا محمد یوسف خاں کی رائے اور مؤقف کو پوری توجہ کے ساتھ سنا جاتا ہے۔ اور آزاد کشمیر اسمبلی میں آپ کے خطاب کے دوران پورا ایوان ہمہ تن گوش ہو جاتا تھا۔

گذشتہ دنوں مولانا محمد یوسف خان کالعدم جمعیت علماء اسلام کے دو دھڑوں کے درمیان مصالحت کی کوشش کے لئے لاہور تشریف لائے تو ایک رات کے لئے گوجرانوالہ میں بھی قیام کیا اور یہاں جمعیت علماء آزاد کشمیر کے مقامی حلقہ کے زیر اہتمام دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت اور مہاجرین جموں و کشمیر کے کیمپ میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرنے کے علاوہ شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان، مولانا مفتی عبدالواحد، مولانا صوفی عبدالحمید سواتی، مولانا زاہد الراشدی اور دیگر علماء سے جماعتی امور پر تفصیل کے ساتھ تبادلۂ خیالات کیا اس موقع پر مولانا موصوف کے ساتھ آزاد کشمیر کے اہم مسائل اور دیگر ضروری امور پر بات چیت ہوئی

جس کی ایک مختصر رپورٹ نذر قارئین ہے :-

سوال ۱: مسئلہ کشمیر کی تازہ ترین صورتِ حال کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: مسئلہ کشمیر کی صورتِ حال جوں کی توں ہے۔ اس میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ وقتاً فوقتاً مختلف حلقوں کی طرف سے بعض تجاویز سامنے آتی رہتی ہیں لیکن اس مسئلہ کے اصل فریق بھارت اور پاکستان کی حکومتیں ہیں۔ دونوں نے کشمیر میں استصواب رائے کرانے اور کشمیری عوام کو حق خود ارادیت کے ذریعہ اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کا حق دلانے کا وعدہ کر رکھا ہے، عالمی رائے عامہ نے بھی اقوام متحدہ کی واضح قرار دادوں کے ذریعہ اس کی حمایت کی ہے لیکن بھارتی حکومت اس حل کے لئے تیار نہیں اور اس کا مسلسل انکار ہی اس مسئلہ کے حل میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

مسئلہ کشمیر کے حل کی بظاہر دو ہی صورتیں ہیں ایک یہ کہ جنگ اور مسلح جدوجہد کے ذریعہ کشمیر کو آزاد کرایا جائے اور دوسرا یہ کہ سیاسی جدوجہد کے ذریعہ بھارتی حکومت کو استصواب رائے پر مجبور کیا جائے۔ مسلح جنگ تو تین مرتبہ ہو چکی ہے لیکن کوئی نتیجہ بر آمد نہیں ہوا اب سیاسی جدوجہد کا میدان باقی ہے اسی محاذ پر تحریک کو منظم کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ پاکستان اور آزاد کشمیر کی حکومتیں عالمی سطح پر مسئلہ کشمیر کی طرف عالمی رائے عامہ کو متوجہ کرنے کے لئے سفارتی مہم کو تیز کریں اور کشمیر لیڈر بھی عالمی سطح پر اپنی جدوجہد کو منظم کر کے بھارت پر سیاسی دباؤ ڈالیں یہی ایک صورت ہے جس کے ذریعہ بھارتی حکومت کو کشمیر میں کسی نہ کسی وقت استصواب کرانے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی وقت کا تقاضا ہے کہ کشمیر کے دونوں طرف کے لیڈروں کو آپس میں رابطہ کے مواقع فراہم کئے جائیں اور کشمیری عوام کے لئے بھی آمدورفت کی سہولتیں مہیا کی جائیں تاکہ جموں وکشمیر کے عوام اور قائدین متفقہ طور پر کسی ایک فارمولا پر جمع ہو سکیں۔

پچھلے دنوں ایک تجویز سامنے آئی تھی کہ موجودہ کنٹرول لائن کو معمولی ردو بدل کے ساتھ مستقل سرحد تسلیم کر لیا جائے ہمارے نزدیک یہ کشمیر کو تقسیم کرنے کی تجویز ہے اور کشمیری عوام کسی ایسی تجویز کو قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں جس سے تقسیم کی بُو آتی ہو۔

ہمارے نزدیک جموں، کشمیر اور گلگت وبلتستان ایک وحدت ہے۔ اور اس وحدت کو تقسیم کرنے کی کوئی تجویز قبول نہیں کی جا سکتی۔

گلگت، بلتستان ہمارے نزدیک کشمیر کا حصہ ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ گلگت بلتستان کے لوگوں کو نہ تو آزاد کشمیر میں ووٹ کا حق ہے اور نہ پاکستان میں ووٹ دینے کے مجاز ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ آزاد کشمیر حکومت کا دائرہ گلگت بلتستان تک بڑھا دیا جائے عوام کو آزاد کشمیر کی حکومت سازی میں شرکت کا موقع دیا جائے۔

سوال ۲: کیا آپ آزاد کشمیر میں ترقیاتی کاموں کی رفتار سے مطمئن ہیں؟ اور اس کام کو تیز کرنے کے لئے آپ کے ذہن میں کیا تجاویز ہیں؟

جواب: یہ بات درست ہے کہ آزاد کشمیر میں تعمیر وترقی کے کاموں کی طرف ماضی میں خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی لیکن گذشتہ چند سالوں سے ترقیاتی کاموں کی رفتار یقیناً بہتر ہوئی ہے، سڑکوں کی تعمیر، سکولوں کے قیام، ٹیلیفون کی سہولتوں کی فراہمی اور دیگر شعبوں میں عوام کو جو سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں ان کی رفتار یقیناً بہتر ہوئی ہے، سڑکوں کی تعمیر، سکولوں کے قیام، ٹیلیفون کی سہولتوں کی فراہمی اور دیگر شعبوں میں عوام کو جو سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں ان کی رفتار حوصلہ افزا ہے اور یہ سب کچھ حکومت پاکستان کی فراخدلانہ امداد کی وجہ ہے ورنہ آزاد کشمیر کے پاس وسائل اس قدر نہیں ہیں کہ

وہ ان ترقیاتی کاموں کے اخراجات کا بوجھ اٹھا سکے۔

ہمارے خیال میں سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ آزاد کشمیر میں وسائل کی تلاش اور فراہمی کو اولیت دی جائے تاکہ ریاستی حکومت اپنے وسائل کی بنیاد پر خود اعتمادی کے ساتھ ترقیاتی کاموں کو جاری رکھ سکے۔

اس سلسلہ میں میرے ذہن میں یہ تجاویز ہیں :-

- آزاد کشمیر میں اون اور لکڑی کی صنعت کو فروغ دینے وسیع امکانات موجود ہیں لیکن اس کی طرف توجہ نہیں دی گئی، میرپور اور مظفر آباد میں اِکّا دُکّا کارخانے ہیں لیکن ریاست کے سب سے بڑے ضلع پونچھ میں ایک بھی کارخانہ نہیں ہے، پہلے یہ عذر تھا کہ بجلی نہیں ہے مگر اب بجلی آنے سے یہ عذر ختم ہو گیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ پوری ریاست بالخصوص ڈسٹرکٹ پونچھ میں اون اور لکڑی کی صنعت کو فروغ دینے اور کارخانے لگانے کے لئے منصوبہ بندی کی جائے اس سے ریاست کی آمدنی میں اضافہ ہو گا اور لوگوں کو بھی روزگار فراہم ہو گا۔
- ہمارے خیال میں پونچھ کی پہاڑیوں میں معدنیات موجود ہیں۔ اگر ماہرین کی ٹیم سنجیدگی کے ساتھ سروے کرے تو خاطر خواہ نتائج سامنے آسکتے ہیں۔
- مثلاً منگلا ڈیم آزاد کشمیر میں واقع ہے اور پاکستان کے مختلف حصوں وہاں سے بجلی فراہم ہوتی ہے اگر ریاستی حکومت کو مثلاً ڈیم سے معقول رائلٹی دی جائے تو بہت سی مالی مشکلات دُور ہو سکتی ہیں۔
- آزاد کشمیر میں سیاحت کو فروغ دینے کے امکانات بھی موجود ہیں اگر راولاکوٹ اور اس کے ارد گرد کی پہاڑیوں، پلندری، باغ، منگلا ڈیم اور دیگر خوبصورت اور صحت افزا مقامات کو سیاحت کے لئے تجویز کر کے وہاں سیاحوں کو ضروری سہولتیں دی جائیں تو ریاست کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے۔
- مری میں موسم گرما کی شدید تپش کے دوران پاکستان کے مختلف حصوں سے آکر لوگ وقت گزارتے ہیں اور ان دِنوں ان شہروں پر آبادی کا دباؤ اتنا بڑھ جاتا ہے کہ بنیادی مسائل کی طرف خاطر خواہ توجہ دینا بھی مشکل ہو جاتا ہے اسی کے ساتھ اگر اسلام آباد کے قریب آزاد کشمیر کی پہاڑیوں میں بھی لوگوں کو آمدورفت اور قیام کی مناسب سہولتیں فراہم کی جائیں تو مری پر دباؤ کم ہونے کے ساتھ ساتھ ریاست آزاد کشمیر کی آمدنی میں بھی اضافہ متوقع ہے۔

الغرض آزاد کشمیر میں صنعتوں کے قیام اور ریاست کے لئے آمدنی کے وسائل کی تلاش کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

سوال ۳: گذشتہ دنوں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق سے آپ کی جو ملاقات ہوئی اس میں کونسے امور زیر بحث آئے؟

جواب: صدر پاکستان نے گذشتہ دِنوں جنوبی ایشیاء کے بعض ممالک کے دَورہ پر روانہ ہونے سے پہلے آزاد کشمیر کی مختلف سیاسی جماعتوں کے سربراہوں کو ملاقات کے لئے بلایا اور مجھے بھی جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کے امیر کی حیثیت سے مدعو کیا گیا اس ملاقات میں صدر پاکستان نے ایک تو بی بی سی کے لئے اپنے ایک انٹرویو کی بعض باتوں کی وضاحت کی دراصل انٹرویو میں ان کی طرف سے ایک بات آگئی تھی کہ ان کے ذہن میں مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے متبادل تجاویز ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کے دورہ بھارت کی خبر سامنے آئی تو سیاسی حلقوں میں یہ تجسس اُبھرا کہ وہ کونسی نئی تجاویز لے کر بھارت جا رہے ہیں؟ صدر پاکستان نے وضاحت کی کہ ان کے ذہن میں کوئی نئی تجاویز نہیں ہے اور انٹرویو میں یہ بات ویسے ہی آ گئی تھی۔ اس بعد صدر پاکستان نے کہا کہ میں بھارت جا رہا ہوں مسز اندرا گاندھی سے ملاقات کے دَوران ہو سکتا ہے مسئلہ کشمیر پر بھی بات ہو اس لئے میں آپ کے خیالات سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے صدر پاکستان سے کہا کہ ہمارا موقف واضح اور دو ٹوک ہے کہ

مسئلہ کشمیر کو صرف اور صرف استصواب رائے کے ذریعہ ہی حل کیا جا سکتا ہے اس کے سوا کسی حل کو کشمیری عوام قبول نہیں کریں گے اس لئے اگر بھارت استصواب رائے پر آمادہ ہو تو فبہا ورنہ اس مسئلہ کو نہ چھیڑا جائے اور اسی طرح رہنے دیا جائے ہو سکتا ہے مستقبل میں کبھی ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ بھارت کو آزادانہ استصواب پر مجبور کیا جا سکے۔

اس کے علاوہ کچھ مسائل پر صدر پاکستان سے میں نے بھی بات کی ایک تو میں نے آزاد کشمیر کے زیر حراست راہنماؤں کی رہائی کی بات کی اور کہا کہ اس مسئلہ کو باہمی افہام و تفہیم کے ذریعہ حل کرنا چاہیے اور اگر وہ سنجیدگی سے توجہ دیں تو باہمی افہام و تفہیم کی فضا پیدا کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں صدر پاکستان نے میرے اس خیال کی تائید کی۔

اس کے بعد میں نے انہیں پلندری کیڈٹ کالج کے مسئلہ کی طرف توجہ دلائی۔ اس کالج کے قیام کی منظوری سابقہ حکومت نے دی تھی مگر اس کے بعد نہ صرف یہ کہ اس منصوبہ پر کوئی عمل نہیں ہوا بلکہ حکومتی حلقوں کی طرف سے اس سکیم کی منسوخی کی باتیں بھی سامنے آئی ہیں۔

اس بات کے جواب میں صدر پاکستان نے پہلے تو مسکراتے ہوئے کہا کہ "یہ سکیم بھی مسئلہ کشمیر کی طرح زیر غور ہے"

پھر بتایا کہ یہ سکیم منسوخ نہیں کی گئی صرف وسائل کی کمی کا مسئلہ ہے وسائل مہیا ہونے پر اس سکیم پر ضرور عمل کیا جائے گا۔

آزاد کشمیر سے متعلق مسائل کے علاوہ میں نے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے عمل پر بھی صدر پاکستان سے کھل کر بات کی اور کہا کہ پاکستان جس مقصد کے لئے وجود میں آیا تھا اس کی طرف گذشتہ ۳۵ برس میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ پاکستان قومی اتحاد کی تحریک کے بعد جس کا بنیادی مقصد نظام مصطفیٰ کا نفاذ تھا جب آپ برسر اقتدار آئے اور اسلامی نظام کے نفاذ کا وعدہ کیا تو دینی حلقوں کو کچھ اطمینان ہوا۔

- - - - - - - - - -

- - - اس لئے اگر آپ اس سلسلہ میں کچھ کرنا چاہتے ہیں تو بلا تاخیر کیجئے ورنہ دینی حلقوں کی مایوسی میں اضافہ لادین عناصر کی تقویت کا باعث ہوگا۔

صدر پاکستان نے ایک خط کا اقتباس پڑھ کر سنایا اور کہا کہ یہ ایک بہت بڑے آدمی کا خط ہے، جس کا نام میں ظاہر نہیں کرنا چاہتا خط میں لکھا کہ "پاکستان میں بیک قلم اسلامی نظام نافذ کرنے کی غلطی نہ کریں۔"

میں نے کہا کہ ۳۵ سال کا انتظار صبر آزما ہے اور اس سے زیادہ تدریج لوگوں کے لئے حوصلہ شکن ہوگی۔

سوال ۴: آپ نے صدر پاکستان سے ملاقات کے ضمن میں آزاد کشمیر کے زیر حراست راہنماؤں کی رہائی کا ذکر کیا ہے کیا آپ آزاد کشمیر کے چار جماعتی اتحاد سے متفق ہیں؟

جواب: اس سلسلہ میں سب سے زیادہ قابل توجہ بات یہ ہے کہ آزاد کشمیر کی سیاست ہر دور میں پاکستان کی سیاست کے تابع رہی ہے جب پاکستان میں مسلم لیگ کی حکومت تھی، آزاد کشمیر میں اس کے زیر سایہ مسلم کانفرنس کی حکومت تھی۔ ایوب خان مرحوم کے دور میں پاکستان میں بی۔ ڈی نظام نافذ ہوا تو آزاد کشمیر میں بھی اس کا نفاذ عمل میں لایا گیا، پاکستان میں پیپلز پارٹی کی حکومت برسر اقتدار آئی تو آزاد کشمیر میں بھی اس پارٹی کی حکومت بالآخر بن گئی اور جب پاکستان میں فوجی حکومت قائم ہوئی تو آزاد کشمیر میں پہلے ایک میجر جنرل اور پھر بریگیڈیر برسر اقتدار آ گئے۔ اس لئے اگرچہ خواہش اور اصول کی حد تک ہم اس بات سے متفق ہیں کہ آزاد کشمیر کے سیاسی عمل کو آزاد ہونا چاہیئے لیکن حالات اور ماضی کے تجربات کی روشنی میں ایسا ہونا عملاً ممکن نظر نہیں آتا اسی لئے آزاد کشمیر کی سیاسی صورت حال میں تبدیلی کے لئے پاکستان کی سیاسی صورت حال میں کسی مثبت

تبدیلی کا انتظار کئے بغیر اور ہمارے لئے کیا چارۂ کار ہے۔ حالات کی تبدیلی سے ہماری مراد سیاسی اور ٹھوس تبدیلی ہے۔ ایک بریگیڈیر کی جگہ دوسرے بریگیڈیر کا آ جانا ہمارے نزدیک کوئی تبدیلی نہیں ہے اور نہ ہی اتنی سی بات کے لئے کسی تحریک کا کوئی جواز ہے۔

جہاں تک چار جماعتی اتحاد کا تعلق ہے حقیقت میں یہ جماعتوں اور عوام کے اتحاد سے زیادہ شخصیات کا اتحاد ہے اور ان میں وہ شخصیات شامل ہیں جنہوں نے منتخب اسمبلی کو توڑ کر ایک فوجی افسر کو حکمران بنانے کے معاہدہ پر دستخط کئے تھے اور اب وہ سیاسی عمل کی آزادی اور انتخابات کا مطالبہ کر رہے ہیں ہم اصولی طور پر اس مطالبہ سے متفق ہیں کہ پاکستان اور آزاد کشمیر میں اسلامی نظام کے مکمل نفاذ کے ساتھ عوام کی رائے کے مطابق جلد از جلد منتخب حکومتیں قائم کی جائیں لیکن پاکستان کی صورت حال میں تبدیلی آئے بغیر آزاد کشمیر کے حالات میں سیاسی تبدیلی پیدا کرنے کی کوئی بھی جدوجہد یا تحریک ہمارے خیال میں بے نتیجہ ثابت ہوگی۔

میں نے صدر پاکستان سے ملاقات کے دوران ان پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ آزاد کشمیر کے سیاسی راہنماؤں کو رہا کر کے ان کے ساتھ باہمی افہام و تفہیم کے ساتھ معاملات کو نمٹانا ہی مناسب ہوگا۔

سوال ۵: آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کے نفاذ اور ان پر عملدر آمد کی رفتار کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب: سردار عبدالقیوم خان کے دورِ صدارت میں آزاد کشمیر میں لاء کمیشن قائم ہوا تھا جس میں پاکستان سے جناب چیف جسٹس محمود الرحمٰن بھی تشریف لے گئے تھے اس کمیشن کی رپورٹ پر حدود و قصاص کے اسلامی قوانین نافذ کئے گئے تھے اور ان کی سماعت کے لئے سب جج اور سیشن جج کے ساتھ قاضی صاحبان کا تقرر عمل میں لایا گیا تھا اس حد تک ان قوانین پر عمل ہو رہا ہے۔ مقدمات پیش ہوتے ہیں قاضی صاحبان اور جج صاحبان مشترکہ سماعت کرتے ہیں اور سزاؤں کا نفاذ عمل میں آتا ہے جس کے اثرات معاشرہ میں مثبت اور بہتر ہیں۔

اس کے علاوہ ایک اسلامی نظریاتی کونسل بھی قائم ہے جو وقتاً فوقتاً اسلامی قوانین کے بارے میں سفارشات و تجاویز پیش کرتی رہتی ہے لیکن اس کے علاوہ اور کوئی مؤثر پیش رفت نہیں ہوئی، ضرورت اس امر کی ہے کہ ریاست میں پاکستان کی طرح ہائی کورٹ کی سطح پر ریاستی شرعی عدالت کا قیام عمل میں لایا جائے اور سپریم کورٹ کی سطح پر شریعت بنچ قائم کیا جائے تاکہ مروجہ قوانین کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کے عمل کو تیز کیا جا سکے اور ان عدالتوں میں جید علماء کو بھی شریک کیا جائے۔

سوال ۶: افغانستان میں روسی جارحیت سے آپ کیا خطرات محسوس کرتے ہیں؟

جواب: افغانستان میں روس کی مسلح مداخلت اور ببرک کارمل کی سربراہی میں کمیونسٹ حکومت کا قیام پوری دنیا کے مسلمانوں بالخصوص پاکستان اور آزاد کشمیر کے عوام کے لئے اس لحاظ سے رنج والم کا باعث ہے کہ افغانستان جیسا ملک، جو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد سے اب تک اپنی آزادی، حریت پسندی اور اسلام کے ساتھ والہانہ وابستگی میں ممتاز تھا وہاں اسلامی نظریات کے خلاف حکومت قائم ہو گئی ہے یہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے چیلنج اور لمحۂ فکریہ ہے افغانستان میں جو مجاہدین روس جیسی مسلح اور بڑی طاقت کے خلاف معرکہ آرائی میں مصروف ہیں یہ ان کا عظیم کارنامہ ہے۔ ہمارے خیال میں حکومت پاکستان اور عالم اسلام کو ان کی بھرپور امداد کرنی چاہیئے۔

مہاجرین کی اتنی بڑی تعداد میں پاکستان میں آمد سے اگرچہ حکومت پاکستان اور پاکستانی معیشت پر بہت بوجھ پڑا ہے لیکن بہرحال یہ انسانی اور اسلامی فریضہ ہے کہ مہاجرین کی باعزت وطن واپسی تک ان کے ساتھ بھرپور تعاون کیا جائے۔

افغانستان کے مسئلہ کا حل صرف اور صرف یہ ہے کہ وہاں کے عوام کو غیر ملکی مداخلت کے بغیر اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے ۔ روسی افواج واپس چلی جائیں اور افغان عوام کو اپنے ملک کے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے دیا جائے اس سلسلہ میں عالم اسلام بلکہ پوری دنیا کے آزادی پسند ممالک کا فرض ہے کہ وہ روس پر مسلسل اور مؤثر دباؤ ڈالیں تاکہ روس افغانستان سے اپنی فوجوں کو واپس بلانے پر آمادہ ہو جائے ۔

سوال ۷: جو لوگ پاکستان میں یا آزاد کشمیر میں بیٹھ کر افغانستان میں روسی جارحیت اور کابل حکومت کی حمایت کرتے ہیں ان کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے ؟

جواب: یہ بات واضح ہے کہ روس بھی امریکہ کی طرح عالم اسلام کا دشمن ہے، یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ کمیونزم اسلام کے خلاف جبر و ظلم کا نظام ہے اور یہ بات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ روس کی افغانستان میں مسلح موجودگی صرف افغانستان کے لئے نہیں بلکہ پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کے مذہبی تشخص، آزادی اور دینی اقتدار و روایات کے لئے شدید خطرہ ہے، ان حالات میں جو لوگ افغانستان میں روسی جارحیت کو جائز کہتے ہیں اور کابل حکومت کی حمایت کرتے ہیں ان کے اسی رویہ کو وطن اور ملک کے ساتھ دشمنی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے ؟

سوال ۸: فلسطین کے مظلوم عوام اسرائیل کی وحشت و بربریت کا شکار ہیں آپ کے خیال میں اس مسئلہ کا حل کیا ہے ؟

جواب: مظلوم فلسطینی مسلمان اسرائیل کے ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک کا ایک عرصہ سے شکار ہیں اور ابھی حال ہی میں بیروت میں، اسرائیلی درندوں نے نے مظلوم اور نہتے فلسطینیوں پر جو قیامت توڑی ہے وہ وحشت و بربریت کی بدترین مثال ہے لیکن ہمارے خیال میں اس کی سب سے بڑی وجہ عالم اسلام بالخصوص عرب ممالک کا باہمی انتشار ہے کیونکہ اگر مسلم اور عرب ممالک باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے متحد ہو کر امریکہ کو اس امر کا احساس دلا دیں کہ عالم اسلام مشرق وسطیٰ کے بارے میں امریکہ کے رویہ کو اسلام دشمن اور مسلم آزادی پر مبنی سمجھتا ہے اور عرب ممالک تیل اور دیگر وسائل کو امریکہ اور اس کے حواریوں کے خلاف مؤثر ہتھیار کے طور پر استعمال کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ امریکہ اسرائیل کو راہ راست پر آنے اور ایک آزاد فلسطینی ریاست کے قیام پر مجبور نہ کرے ۔

اس مسئلہ کی اصل کنجی امریکہ کے ہاتھ میں ہے اور اسرائیل امریکہ کی مرضی اور شہہ کے بغیر کوئی کاروائی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اس لئے عالم اسلام اور عرب ممالک کو اپنی پوری قوت اور وسائل امریکہ پر مؤثر دباؤ ڈالنے کے لئے استعمال کرنے چاہئیں۔

سوال ۹: پاکستان میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی رفتار کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے اور آپ کے ذہن میں وہ کونسی رکاوٹیں ہیں وہ کونسی رکاوٹیں ہیں جو یہاں اسلامی قوانین پر عملدرآمد کی راہ میں حائل ہیں ؟

جواب: میں صدر پاکستان کے ساتھ اپنی ملاقات کے حوالہ سے یہ کہہ چکا ہوں کہ "

> ہر بات میں
> **تقویٰ اور امانت**
> پیش نظر رکھو

جہاں تک اس سلسلہ میں رکاوٹوں کا تعلق ہے میرے خیال میں سب سے بڑی رکاوٹ نوکر شاہی ہے اور اس کے ساتھ وہ لادین طبقہ بھی جو اسلامی نظام کی کامیابی میں اپنے عزائم کی شکست دیکھ رہا ہے اور اسے نظر آتا ہے کہ اگر اسلامی قوانین پر عملدرآمد ہونے کے بعد اس کے اثرات معاشرہ میں سامنے آگئے تو وہ اپنے لادینی نظریات کی ترویج اور عزائم کی تکمیل کے لئے کچھ نہیں کر سکے گا۔ اس لئے یہ دو طبقے پوری منصوبہ بندی کے ساتھ اسلامی قوانین کی ناکامی کے لئے محنت کر

رہے ہیں ۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہے کہ انگریزی نظام تعلیم کی وجہ سے اکثر لوگوں کو اسلامی نظام سے واقفیت نہیں ہے اور یہ ناواقفیت ان کے ذہنوں میں انجانے خوف اور خدشات کا باعث بن رہی ہے یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے وکلاء عدالتی نظام میں علماء کی شرکت کے حق میں نہیں ہیں اور ابھی حال ہی میں پاکستان کے وکلاء نے بڑے بڑے اجتماعات میں قاضی کورٹس کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے ان کے پس منظر میں یہی وجوہ کار فرما ہیں اسی کی وجہ صرف وکلاء اور علماء کے درمیان ذہنی بُعد اور ایک دوسرے کے مزاج اور خیالات سے ناآشنائی ہے ورنہ ہم نے آزاد کشمیر میں تحصیل اور ضلع کی سطح پر سب جج اور سیشن جج کے ساتھ علماء کو بطور قاضی بٹھا کر مشترکہ عدالتوں کا تجربہ کیا ہے اور ہمارا تجربہ کامیاب ہوا ہے اتنا عرصہ ہو گیا ہے اب تک دونوں طبقوں کے درمیان کوئی محاذ آرائی یا مخالفت سامنے نہیں آئی بلکہ ایک دوسرے کے خیالات سے آگاہی اور میل جول کے بعد ہم آہنگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان میں بھی ایسا کرنا ضروری ہے کیونکہ علماء کی شرکت کے بغیر نہ تو شرعی حدود کے بارے میں صحیح فیصلے ہو سکیں گے اور نہ ہی عدالتوں کی شرعی حیثیت پر عوام کا اعتماد حاصل کیا جا سکے گا۔ میرے خیال میں وکلاء کو اپنے موقف پر نظر ثانی کرنی چاہئیے بلکہ میری تجویز تو یہ ہے کہ وکلاء کی طرح علماء کو بھی عدالتوں میں بطور وکیل پیش ہونے کے اجازت نامے جاری کئے جانے چاہئیں اس سے فیصلوں کا معیار بھی بڑھے گا اور وکلاء اور علماء کے درمیان ہم آہنگی اور میل جول کے روزمرہ مواقع فراہم ہوں گے ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب پاکستان کے چیف جسٹس جناب حمود الرحمٰن لاء کمیشن کے سلسلہ میں آزاد کشمیر تشریف لے گئے تھے اور ہمیں ان کے ساتھ بحث و تمحیص کا موقع ملا تھا تو انہوں نے ہمارے مسودات قانون اور عدالتی نظام کو دیکھ کر مسرت کا اظہار کیا تھا اور برملا اظہار فرمایا تھا کہ " آپ لوگوں نے ہمارے لئے بھی ایک راستہ نکال لیا ہے " ۔ اس لئے علماء اور وکلاء کے درمیان میل جول، افہام و تفہیم اور قانونی و فقہی مسائل پر باہمی مباحثے ضروری ہیں کیونکہ یہ دو طبقے مل کر ہی اسلامی قوانین پر عملدرآمد کو مؤثر بنا سکتے ہیں۔

سوال ۱۰: معلوم ہوا کہ آپ جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کے فیصلہ کے مطابق کالعدم جمعیۃ علماء اسلام کے دو دھڑوں میں مصالحت کی غرض سے پاکستان آئے ہیں اس سلسلہ میں آپ کے جذبات و تاثرات کیا ہیں ؟

جواب: گذشتہ ماہ مظفر آباد میں جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر کا مرکزی کنونشن منعقد ہوا جس میں ریاست کے مختلف حصوں سے آنے والے علماء اور کارکنوں نے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے باہمی خلفشار اور اختلافات پر شدید صدمہ کا اظہار کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں ان دو دھڑوں کے درمیان اختلافات کی خلیج کو کم کرنے اور مصالحت و مفاہمت کی فضا پیدا کرنے کے لئے کوشش کروں چنانچہ ساتھیوں کے اس حکم کی تعمیل میں میں حاضر ہوا ہوں گوجرانوالہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر سے میں نے بات کی ہے وہ ملک کے بزرگ علماء میں شمار ہوتے ہیں اور علمی و دینی حلقوں میں ان کا بہت احترام پایا جاتا ہے میں نے ان سے استدعا کی ہے کہ وہ ہماری مصالحتی مساعی میں شریک ہوں انہوں نے وعدہ فرمایا ہے کہ ابتدائی مصالحتی بات چیت کے نتائج اگر حوصلہ افزا ہوئے تو دوسرے مرحلہ میں وہ بھی شریک ہو جائیں گے ۔

اس کے علاوہ میں نے مولانا مفتی عبدالواحد، مولانا صوفی عبدالحمید سواتی، اور مولانا زاہد الراشدی سے بھی بات کی ہے اور ممکنہ تجاویز پر ان سے تبادلہ خیالات کیا ہے ۔ اب لاہور جا رہا ہوں وہاں مولانا عبید اللہ انور اور مولانا سید حامد میاں سے ملوں گا اور بات چیت کو آگے بڑھانے کی کوشش کروں گا میں ملک بھر میں جماعتی احباب سے خواستگار ہوں کہ وہ اللہ رب العزت

(باقی ۲۶ پر)

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے !! (مدیر)

ابویوسف یعقوب المنصور باللہ

مصنف : طالب ہاشمی
قیمت : ۲۵/- روپے
ملنے کا پتہ : قومی کتب خانہ لاہور

دولت مؤحدین کے سلسلہ حکومت کے گوہر تابدار ابویوسف یعقوب المنصور باللہ کی مستند سوانح فاضل مکرم جناب طالب ہاشمی صاحب کے قلم سے سامنے آئی ہے۔ طالب صاحب ہمارے اس دور میں علم و تاریخ سے رشتہ گانٹھنے میں مصروف عمل ہیں ان کی دلچسپیوں کا مرکز وہ جماعت مقدسہ ہے جسے براہ راست حضور علیہ السلام سے کسب فیض کا موقعہ ملا ۔۔۔ اس جماعت حقہ کے ان گنت بزرگوں اور محترم خواتین کی سیرت و کردار پر موصوف کی کئی کتابیں چھپ کر ملت سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہیں ۔۔۔ ساتھ ہی وہ دور ماضی کے ان اولوالعزم حکمرانوں، فاتحین اور ملی قائدین کے سلسلہ میں مصروف قلم ہیں جنہوں نے اپنی سیرت کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں اور جن سے آج تک روشنی حاصل کی جا رہی ہے۔ یورپ و افریقہ کے وسیع براعظموں پر دولت موحدین کا ایک عرصہ تک طوطی بولتا رہا۔ محمد بن تومرت اس سلسلہ کا بانی تھا جس کا جانشین عبدالمومن تھا ۔۔۔ اس عبدالمومن کے پوتے یعقوب المنصور کی یہ سوانح ہمارے سامنے ہے جس کے ۲۵۹ صفحات ہیں۔

فاضل مصنف محنت کے عادی ہیں اور کتب قدیم و جدید کو کھنگال کر اپنے موضوع سے متعلق گلدستہ تیار کرنا ان کی عادت مستمرہ ہے۔ بات ٹھوس اور مضبوط کہتے ہیں۔ اب بھی انہوں نے ۲۳ اہم ترین کتب تاریخ و سیر اور متعدد علمی مجلات کے مطالعہ میں اپنی راتیں کاٹیں اور پھر اس کتاب کو مرتب کیا۔ کتاب میں نہ صرف اس اولوالعزم اور بہادر فاتح و حکمران کی داستان رزم ہے بلکہ اس پورے خطہ کی جغرافیائی تفصیلات، اس کے مختلف "تاریخی ادوار" یہاں کے حکمران خاندانوں اور ان کی خدمات کا مبسوط تذکرہ ہے۔ وہ لوگ جو مسلمانوں کی قدیم تاریخ کو عیش و نشاط کی تاریخ کہتے ہیں یا ۳۰ سالہ دور خلافت راشدہ کے بعد ابتری اور انتشار کا طعن دیتے ہیں انہیں یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے انہیں اندازہ ہو سکے گا کہ مسلمان قوم نے کیسے کیسے فرمانروا پیدا کئے۔ جن کے نظم سلطنت، عدل و استحکام اور رعایا پروری کا دنیا میں جواب نہ تھا۔

معروف قومی کتب خانہ اس اہم ترین کتاب کی اشاعت پر مستحق تبریک ہے ۔۔۔ رہ گئے فاضل مصنف تو وہ اپنی خوش بختی و سعادت مندی کے سبب ہماری تعریف سے ماوراء ہیں۔

کار خیر یا بدعت؟

حضرت مولانا سید فردوس علی شاہ صاحب قصوری جن کے قلم سے چراغ سنت اور کلمہ طیبہ مع فلسفہ نماز جیسی شاندار کتابیں نکل چکی ہیں کا یہ رسالہ اس وقت زیر تبصرہ ہے۔ صفحات ۷۲ ہیں لیکن فاضل مصنف نے دریا کو کوزے

میں بند کر دیا ہے ۔۔۔ بدعت اسلام کی دشمن اور سنت رسول کی جڑوں پر تیشہ چلانے والی منحوس و مردود چیز کا نام ہے۔ یار لوگ سادہ لوح عوام کو الجھاتے اور تمدنی ترقیوں کے حوالہ سے بدعت کی اصل تعریف سے دور لے جاکر ہر برائی اور شرک کے زہر کو شہد میں لپیٹ کر کھلانے کی فکر میں ہیں ۔۔۔ حالانکہ دین کے نام پر کسی چیز کا گھڑنا الگ مسئلہ ہے اور تمدنی ترقی الگ مسئلہ۔ شاہ صاحب توحید وسنت کے والا و شیدا ہیں ان کے قلم میں ایک سچے موحد کی کاٹ ہے ان کے دلائل قاہرہ کے سامنے بدعت پسند طبیعتیں عاجز و درماندہ ہیں اور ان سے شاہ صاحب کا جواب نہیں بن پاتا۔

مولانا محمد حنیف یزدانی جنہوں نے چراغ سنت اور فلسفہ نماز چھاپ کر ملت پر احسان کیا تھا (وہ کتابیں اب بھی مہیا ہیں) انہوں نے اس رسالہ کو بھی حسن و خوبی سے چھاپا ہے پونے چار روپے قیمت ہے۔ مکتبہ نذیریہ جامع مسجد قبا چناب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن سے دستیاب ہے۔

بدعت کی گرم بازاری میں حاملین سنت اور فدایان مصطفیٰ کا فرض ہے کہ اس رسالہ کی بکثرت اشاعت کریں ۔۔۔ اللہ تعالیٰ مصنف و ناشر کو جزائے خیر دے۔

ایمان بالقرآن

مولانا اللہ یار خان صاحب کے افادات کا یہ مجموعہ ان کے ایک عقیدت کیش حافظ عبدالرزاق صاحب کی محنت سے مرتب ہوا ہے جو بیس/۲۰ روپے میں ادارہ نقشبندیہ اویسیہ چکوال ضلع جہلم سے دستیاب ہے ۔۔۔ جیسا کہ ہم نے مولانا کی ایک کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے عرض کیا تھا کہ ان کی عمر عزیز کا بڑا حصہ روافض کی تردید میں گذرا اور اس طرح کہ اس فرقہ کے بڑے بڑے لوگ ان کا سامنا کرنے کی جرأت نہ کرتے ۔۔۔ اب بھی اس ذوق کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ تصوف و سلوک کی دنیا میں ان کے بعض خیالات سے کسی کو علمی اختلاف ہو تو ہو لیکن روافض کے معاملہ میں مولانا کا ٹھوس اور محققانہ طرز عمل ایسا نہیں جسے نظرانداز کیا جاسکے۔

قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے لیکن روافض اسے محرف کہتے ہیں اس کی کاملیت پر ان کا ایمان نہیں اور وہ مکمل صحیفہ مقدسہ کے لئے امام غائب کی آمد کے منتظر ہیں لیکن علماء اہلسنت نے اس عقیدہ نامرضیہ کی ہر دور میں تردید کی۔

مولانا کی یہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور اپنے موضوع پر بڑی ٹھوس اور مدلل ہر بات مفصل ہے اور کوئی بات بغیر حوالہ کے نہیں کتابت و طباعت خوب ہے۔ پلاسٹک کور سے کتاب مزین ہے۔ قیمت انتہائی معقول، برادران اہلسنت پر اس کی اشاعت بکثرت لازم ہے تاکہ مجوسی و یہودی اثرات سے ملت محفوظ رہ سکے۔

نفاذ شریعت اور فقہ جعفریہ

مولانا اللہ یار خاں کے ایک دوسرے عقیدت کیش چودھری امان اللہ ملک ایڈووکیٹ گجرات کا یہ مختصر رسالہ اس وقت لکھا گیا جب یہاں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تبلیغی مساعی کو بند کرنے اور انہیں پریشان کرنے کی غرض سے بہت کچھ کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ ایک نیک مقصد کے لئے سرگرم عمل رہے اور بالآخر ان کے راستہ کی ہر رکاوٹ دور ہوگئی۔ وقفہ وقفہ کے بعد کتاب کے ایڈیشن چھپے اور نکلے اب پانچواں ایڈیشن سامنے ہے جو چودھری صاحب کی مساعی

(باقی ۔۔۔ پر)

کے عنداللہ مقبول ہونے کی دلیل ہے۔

- - - - - - - - - -

- - - - - - - اللہ تعالے چوہدری صاحب کو اجر جزیل دے برادرانِ اہلسنت پر لازم ہے کہ وہ موصوف کا یہ رسالہ جو سات روپے میں موصوف کے پتہ سے دستیاب ہے بکثرت حاصل کر کے پھیلائیں اور خدام اہلسنت میں اپنا نام لکھوائیں۔

تاج صاحب کے رسائل

ہمارے حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے خادم محترم ظہیر احمد تاج جن کو اللہ تعالے نے لکھنے پڑھنے کا ستھرا ذوق نصیب فرمایا ہے، کے تین رسالے یعنی "محسنِ انسانیت"۔ "سیدالانبیاء"۔ اور "اسوۂ حسنہ" ہمارے سامنے ہیں۔ تینوں رسائل کا تعلق حضور سرورِ کائنات علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں سے ہے۔ حضور علیہ السلام کی سیرت پر ہر دَور میں لکھنے والو نے لکھا لیکن یہ ایسا سمندر ہے جس کا کنارہ نہیں۔ تاج صاحب نے محبت و خلوص اور عقیدت کے بھرپور جذبات میں بڑی خوبصورتی سے ان رسائل کو لکھا اور چھاپا۔ ہر رسالہ بار بار چھپ چکا ہے حاصل کرنے کے لئے تاج منزل غزالی روڈ پی، ای، سی، ایچ، ایس کراچی ۲۹ کو لکھیں۔

بقیہ : ملاقات . . . .

کے حضور ہماری مساعی کی کامیابی کے لئے پورے خلوص کے ساتھ دعا فرمائیں۔

ابھی ہمارے سوال و جواب مکمل ہی ہو پائے تھے کہ سامنے پڑے ہوئے اخبار میں پنجاب ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس جناب شمیم حسین قادری کے ایک بیان پر نظر پڑی، جس میں انہوں نے سود کی دو قسمیں مفرد اور مرکّب بنانے کے بعد مفرد سود کو جائز قرار دینے کی بات کی ہے میں نے وہ اخبار مولانا محمد یوسف خان کی طرف بڑھا دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ؛

اسلامی نظامِ معیشت کسی حالت میں سود کو برداشت نہیں کرتا اور سود کی ہر قسم اسلام میں حرام ہے۔ آج تک پوری امت کا اس پر اجماع چلا آرہا ہے کہ سود مفرد ہو یا مرکّب ہو ہر صورت میں حرام ہے اور جو لوگ سود کو مفرد اور مرکب میں تقسیم کر کے اور مروّجہ سود کو مفرد سود قرار دے کر سودی نظام کے جواز کی بات کرتے ہیں اور اسلام کے نظامِ معیشت سے آگاہ نہیں ہیں۔

اس لئے اولین ضرورت ہے کہ نظامِ معیشت کو سود سے کلیتہً پاک کر دیا جائے کیونکہ حلال روزی مہیا کرنے کا مناسب انتظام نہیں ہوگا معیشت بڑھتی رہے گی اور اسی معصیت کی نحوست زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری ناکامیوں کی اصل وجہ ہے۔

ضروری تصحیح

۲۹ راکتوبر ۸۲ء کے خدام الدین میں صہ ۱۳ پر حضرت لاہوری قدس سرہ کے خطبہ میں سطر ۱۹ میں ایک لفظ و من الکلب چھپا ہے حالانکہ صحیح لفظ ومن القلب ہے ازراہ کرم تصحیح کر لیں ——— ہم معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اُس کی
کہ جس پہ ایسا تری ذاتِ خاص کا ہو پیار
جو تو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو
نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نا رسا اپنی
کہاں وہ نورِ خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار
چراغِ عقل ہے گل اس کے نور کے آگے
زباں کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار

(اقتباس قصیدہ قاسمی)

سوادِ اعظم اہلسنت پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد ضیاء القاسمی کی عوام الناس کی خدمت میں اپیل

مَیں اپنے احباب رفقاء، جماعتی کارکنوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ سواد اعظم پاکستان کے نام پر فنڈ اکٹھا نہ کریں۔ نہ ہی اس نام پر کسی کو فنڈ اکٹھا کرنے کی اجازت دیں۔ کیونکہ میرے علم میں لایا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے سواد اعظم کے نام کی اپنے اپنے طور پر رسیدات چھپوا کر فنڈ اکٹھا کرنا شروع کر رکھا ہے۔ میرے رفقاء و جماعتی احباب ایسے لوگوں پر نظر رکھیں اور ان کو فنڈ اکٹھا نہ کرنے دیں اور اگر کوئی صاحب اس نام پر جلسۂ عام میں اپیل یا خصوصی ملاقاتوں میں سواد اعظم کے نام پر چندہ کریں تو اس کا فوری انسداد کریں اور مجھے بھی اطلاع دیں۔

محمد ضیاء القاسمی
جنرل سیکرٹری سواد اعظم اہلسنت پاکستان

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور